سفینۂ غوث اعظم رضی اللہ عنہ

تحقیق کے آئینے میں

علامہ تنویر حسین مجددی

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف خلاصۃ القادریہ میں لکھتے ہیں:
ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ تفریحاً دریا کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں دیکھا کہ چند عورتیں پانی لینے دریا پر آئیں اور اپنے اپنے گھڑے بھر کر اپنے گھروں کو چلی گئیں مگر ایک ضعیفہ خاتون اپنا گھڑا پانی سے بھر کر جانے کی بجائے منہ پر چادر اوڑھے زار و قطار رونے لگی۔

آپ نے اپنے خادم سے اس کے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے عرض کی، آقا! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس بوڑھی کا ایک اکلوتا بیٹا تھا، جس کی شادی خانہ آبادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ عقد نکاح سے فارغ ہو کر بارات دلہن کو ہمراہ لے کر اپنے گھر چلی...... راستے میں یہ دریا عبور کرنا تھا، سبھی کشتی پر سوار ہوئے مگر قدرت خداوندی کے مطابق وہ کشتی یہاں بارات سمیت ڈوب گئی۔ آج

بارہ سال گزر گئے ہیں مگر یہ بڑھیا ایسے ہی غم والم اور دل کی بے قراری میں گرفتار ہر وقت روتی رہتی ہے۔

جب جناب غوث صمدانی رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سنا تو آپ کا دل پسیج گیا اور فرمایا...... اس بڑھیا کو میرے پاس لاؤ۔ بوڑھی اماں کو حاضر کیا گیا تو آپ نے فرمایا!

تیری درد بھری فریاد سے میں بڑا متاثر ہوا ہوں، میں تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ تیری ساری بارات اللہ تعالیٰ سے واپس دلوا دوں گا۔

یہ وعدہ فرماتے ہوئے آپ نے سر سجدے میں رکھ دیا اور بارگاہ ایزدی میں یوں عرض کی:

''مولا! اس بڑھیا کی بارات کو نئی زندگی دے دے اور بارات کو واپس لوٹا دے''۔۔۔

تین بار اسی طرح عجز و زاری سے التجا کی کہ آخر مالک حشر و نشر نے اپنے محبوب ولی کی عرض کو شرف قبولیت بخشا، چناں چہ یکا یک خدا کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور ایک دم کشتی بمع بارات و جملہ اسباب صحیح و سلامت باہر نکل آئی تو بڑھیا کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور قدموں پر گر پڑی۔ آخر کار اجازت لے کر شہر کو چلی۔ شہر والوں کو اس کرامت کا جب علم ہوا تو کئی بت پرست آپ کے دست اقدس پر کفر سے تائب ہو کر کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئے۔ و الحمد للہ علیٰ ذالک

● محشی نبراس حضرت علامہ برخوردار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف غوث اعظم، صفحہ ۷۲، مطبوعہ ۱۳۳۳ھ میں رقم طراز ہیں کہ:

اس پیر زن کا قصہ ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ہے اور بہت مشہور ہے، لہٰذا اس کی شہرت دوام اس واقعے کی صداقت پر بذات خود دلیل ہے۔

آگے چل کر مزید یوں لکھتے ہیں کہ

بعض مردہ دل اس کرامت پر کئی قسم کے خدشات پیش کرتے ہیں کہ اتنی مدت مدید کے بعد بارات کا نکلنا بعید از عقل ہے...... حالاں کہ خلاق عالم اور قادر حشر و نشر کے آگے یہ امر کیا مشکل ہے؟ معجزات اور کرامات پر ایمان، در حقیقت اللہ کی قدرت کا یقین ہے۔

یاد رہے کہ اکثر اولیاء کرام اپنی کرامات کے ظہور کو پسند نہیں فرماتے بلکہ اپنی ہستی کو خلق خدا کی نظروں میں پوشیدہ رکھتے ہیں، مگر بعض اہل اللہ سے حکمت خداوندی کے تحت کثرت کرامات کا ظہور ہوتا ہے، جیسا کہ محبوب سبحانی، قندیل نورانی حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السبحانی کی ذات ستودہ صفات کی ہزاروں کرامات سینہ قرطاس پر محفوظ ہیں۔ زیر نظر سطور میں

مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق آپ کی صرف ایک کرامت پر تبصرہ مقصود ہے، جس میں اللہ رب العزت نے آپ کی دعا کی بدولت بارہ سال قبل ڈوبا ہوا بیڑا اتار دیا تھا۔

اس کرامت کو مستند ائمہ کرام اور معتمد اکابرین نے اپنی کتابوں میں پورے وثوق سے درج فرمایا ہے جیسا کہ:

① ......حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے خلاصۃ القادریہ میں

② ......حضرت مولانا برخوردار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، محشی نبراس نے غوث اعظم، صفحہ ۲۷ پر

③ ......مولانا حیدر اللہ خاں درانی نقشبندی مجددی نے درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی میں

④ ......تذکار غوث اعظم کی معروف کتاب سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار میں

⑤ ......حضرت علامہ مفتی غلام محمد قریشی نے گل دستہ کرامات میں

علاوہ ازیں دیگر متعدد علماء نے اس قدرت خداوندی کو اپنی کتابوں میں درج فرمایا ہے مگر منکرین کرامت اس پر چیں بجبیں ہوتے ہوئے انکار پر مصر ہیں اور اس کرامت کو ماننا شرک خیال کرتے ہیں۔ وہ نادان اتنا بھی شعور نہیں رکھتے کہ وہ موحد ہونے کے زعم میں قدرت خداوندی کے منکر ہو رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کے مقابلے میں جناب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی قدرت کا دعویٰ کرے تو یہ یقیناً شرک ہے...... مگر ہر مسلمان کا اس بات پر ایمان ہے کہ آپ نے اپنی ذاتی قدرت سے نہیں بلکہ بارگاہ رب العزت میں دعا و التجا کر کے بیڑے کو ترایا تھا جو کہ اللہ کی قدرت کاملہ اور آپ کے مستجاب الدعوات ہونے کی دلیل ہے۔ چوں کہ کرامت کی روح رواں قدرت خداوندی ہی ہے، اسی لیے حضرت امام تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح عقائد میں واضح فرمایا:

کرامات الاولیاء حق---

یعنی اولیاء اللہ کی کرامتیں برحق ہیں اور ان کا ماننا عین توحید ہے۔

معجزہ اور کرامت کی روح رواں

خدا کا مقرب بندہ جب صفات الٰہیہ کا مظہر بنتا ہے تو یہ انسانیت اور خلافت الٰہیہ کی عزت و عظمت کی دلیل ہے۔ اسی عظمت کے حصول کے بعد بے شمار انبیاء و اولیاء سے ماوراء العقل اور حیرت انگیز امور صادر ہوئے، جن کو ساری دنیا نے دیکھا تو ان کے قائل بھی ہوئے اور مائل بھی......

مگر کچھ بصیرت سے نا آشنا لوگ حقیقت کا مسلسل انکار کرتے رہے اور کر رہے ہیں مگر فضل ربانی کا کوئی لاکھ انکار کرتا رہے جو حقیقت ہے، وہ حقیقت ہی رہے گی۔ اسی حقیقت کا نام معجزہ ہے...... اسی کا نام کرامت ہے۔

معجزہ: المعجزۃ امر خارق للعادۃ داعیۃ الی الخیر و السعادۃ مقرونۃ بدعوی النبوۃ--- [کتاب التعریفات، صفحہ ۹۶، از سید شریف علی جرجانی]

''نبی برحق کے ہاتھوں کسی ایسے خرقِ عادت کام کا ظاہر ہونا جس سے بھلائی مقصود ہو''---

کرامت: الکرامۃ ھی ظھور امر خارق للعادۃ من قبل شخص غیر مقارن لدعوی النبوۃ--- [کتاب التعریفات، صفحہ ۷۹]

''کرامت نام ہے اس خلاف عادت امر کا جو کسی ولی اللہ کے ہاتھ سے ظاہر ہو۔ اس کے لیے لازم ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے''---

معجزہ اور کرامت دونوں میں در حقیقت قدرت خداوندی ہی کارفرما ہوتی ہے مگر ان میں ایک فرق ہے کہ معجزہ کا اظہار لازمی ہے، کیوں کہ یہ نبوت کا خاصہ ہے مگر کرامت کا اظہار ضروری نہیں، کیوں کہ کرامت، ولایت کا خاصہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی ولی اللہ کو اپنی ولایت کا خود بھی علم نہ ہو، بلکہ بعض دوسرے متقین کو اس کے مراتب علیا دکھائے جاتے ہیں۔

- دارالعلوم دیو بند کے مدرس ادریس کاندھلوی اپنی تصنیف عقائد اسلام میں لکھتے ہیں:

جو بات انبیاء کرام علیہم السلام بطور معجزہ ثابت کرتے ہیں، وہی بات اولیاء کرام رحمہم اللہ بطور کرامت ثابت کرتے ہیں، کیوں کہ کرامت، معجزہ کا ہی پرتو ہے۔

معجزہ اور کرامت کا ظہور کیسے......؟

حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

قال اللہ تعالٰی فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللہ الذی لا الہ الا انا اقول لشیٔ کن فیکون اطعنی اجعلک تقول لشیٔ کن فیکون و قد فعل ذالک بکثیر من انبیائہ و اولیائہ و خواصہ من بنی آدم---

[فتوح الغیب، مقالہ ۱۶، حاشیہ بہجۃ الاسرار، صفحہ ۳۸]

"اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے: اے اولادِ آدم! میں اللہ تعالیٰ ہوں، صرف میں ہی عبادت کے لائق ہوں، جس چیز کو میں پیدا کرنا چاہتا ہوں تو اسے کہتا ہوں کُن (ہوجا)......تو وہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اے انسان! تو میری اطاعت کر اور میرا بندہ بن جا تو میں تجھے بھی یہ کلمہ کُن عطا کر دوں گا، پھر تو بھی کُن کہہ دیا کرے گا تو وہ چیز معرضِ وجود میں آ جایا کرے گی اور بہت سے انبیاء، اولیاء اور خواصانِ خدا اس نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز ہو چکے ہیں"---

- اہلِ سنت کے جلیل القدر امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اس کمال کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اپنے خواص کو لفظ کُن کا وصف عطا فرماتا ہے تو کیا وہ اس سے تصرف بھی کرتے ہیں؟......اس کا جواب امام شعرانی فتوحاتِ مکیہ، فصل نمبر ۷۷ا کے حوالے سے دیتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

"بے شک اہل اللہ کا طریقہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں لفظ کُن کا تصرف عطا فرما دے تو وہ اس تصرف کو ادباً استعمال میں نہیں لاتے کیوں کہ اس کے تصرف کا محل دارِ آخرت ہے لیکن وہ اپنے تصرفات میں لفظ کُن کی بجائے لفظ بسم اللّٰہ کہہ لیتے ہیں تاکہ جس طرح باطن میں تکوین اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اسی طرح ظاہر میں بھی اسی کے ساتھ خاص ہو"---[الیواقیت و الجواہر، جلد ا، صفحہ ۱۴۷]

- عارفِ حقانی حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنے اسی مقامِ قرب کو بیان کرتے ہوئے پکار اٹھے:

میں شہباز کراں پرواز ڈٹھے افلاک کرم دے ہو
زبان تے میری کُن برابر موڑاں کم قلم دے ہو

نیز یہ حقیقت بھی شہرۂ آفاق ہے کہ مخزن الاولیاء بغداد معظم میں چار بزرگ ایسے ہوئے ہیں جو مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو خدا تعالیٰ کے حکم سے شفا دیتے تھے اور اپنی دعاؤں کی بدولت مردوں کو زندہ کرتے تھے، جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

1. ...... حضرت الشیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ
2. ...... حضرت الشیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ

...... حضرت الشیخ علی بن ابی نصر ہیتی رحمۃ اللہ علیہ

...... حضرت غوث اعظم الشیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ---[بهجة الاسرار]

اهل الله صاحب تصرف هوتے هیں

قرآن واحادیث کا ذخیرہ اس بات پر گواہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں کو شان تصرف سے بھی نوازا ہے، جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور تخت ملکہ بلقیس کا واقعہ اس پر روشن دلیل ہے۔ آپ نے اہل مجلس سے تخت لانے کی خواہش کی تو:

﴿قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ أَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ﴾---[النمل،۳۹]

”ایک جن کہنے لگا کہ میں آپ کی کچہری برخاست ہونے سے پہلے پہلے تخت لے آؤں گا......“---

مگر آپ نے یہ بات قبول نہ کی بلکہ فرمایا...... مجھے تو تخت جلدی مطلوب ہے۔ پھر......

﴿قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ أَنْ يَّرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ﴾---[النمل،۴۰]

”آپ کے صحابہ میں سے ایک صاحب علم (حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ) نے عرض کی، آقا! میں یہ تخت آپ کے آنکھ جھپکنے سے پہلے پہلے حاضر کر دوں گا۔ چناں چہ جب آپ نے دیکھا تو تخت اسی وقت سامنے موجود تھا...... کہا، یہ میرے رب کا مجھ پر فضل ہے“---

حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں اسی آیت کریمہ کی روشنی میں فرمایا کہ اس عالم دین کو نہ کسی نے جاتے دیکھا...... نہ تخت لاتے دیکھا مگر اسی لمحے تخت سب کے سامنے موجود تھا۔ درحقیقت یہ کلمۂ ”کُنْ“ کا فیضان تھا، جس کا اس نے هٰذا من فضل ربی کہہ کر اظہار کر دیا۔[روح المعانی، جلد۱۹، صفحہ۲۰۵]

قارئین محترم! حضرت سلیمان علیہ السلام کا اپنے امتی کے ہاتھوں اس کام کا سرانجام دلانا اس بات کی دلیل ہے کہ اگر امتی میں یہ کمال موجود ہے تو نبی میں بدرجہ اولیٰ موجود ہے اور جمہور مفسرین کا یہی موقف ہے کہ سیکڑوں میل دور سے آن واحد میں اس تخت کو لانا اگر محال ہوتا تو

خدا کا نبی کبھی بھی محال کی خواہش نہ کرتا، کیوں کہ یہ شان نبوت سے بہت بعید ہے...... ثابت ہوا کہ اگر بنی اسرائیل کے نبی کا امتی مقام کن پر فائز ہو سکتا ہے تو...... جناب محمد عربی ﷺ کے غلام بھی مقام کن پر فائز ہو سکتے ہیں۔

اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتی تخت بلقیس آن واحد میں لا سکتا ہے تو...... محبوب خدا ﷺ کا امتی بھی اللہ کے فضل سے ڈوبے ہوئے بیڑے کو دریا سے باہر لا سکتا ہے۔ و الحمد للہ علی ذالک

اسی حقیقت کی نقاب کشائی کرتے ہوئے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثم یرد له التکوین فیکون ما یحتاج الیه باذن اللہ---- [فتوح الغیب]

"فناء اتم کے بعد (جو غایت احوال ابدال و اقطاب ہے) عارف کو مقام تکوین کی دولت عطا کی جاتی ہے اور وہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ کے اذن سے کل ما یحتاج کو موجود کر لیتا ہے"---

اس کی ہر مراد پوری ہو جاتی ہے، چاہے وہ اپنے لیے خواہش کرے یا مخلوق خدا کے لیے۔

- غیر مقلدین کے معروف عالم مولوی غلام رسول ساکن قلعہ میاں سنگھ گوجرانوالہ کے سوانح حیات کے مقدمہ میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے راجو (شیخ ہندی) والی کرامت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ اگر اس کھڑاں کے تلوے کا یہ مقام ہے کہ اس کی برکت سے رائے راجو کا کفر دور ہوا۔ اگر جسم سے لگے ہوئے جوڑے کے تلوے کا یہ مقام ہے تو ولی کامل کی ذکر خداوندی میں ہمہ وقت مصروف زبان کا عالم کیا ہوگا؟

مردوں کا زندہ ہونا قرآن کی نظر میں

بارہ سال تو کیا بارہ ہزار سال بھی گزر جائیں تو پھر بھی قدرت خداوندی سے یہ کام بعید نہیں۔ بعید تو وہ جانے جو اللہ کو لاچار سمجھے، حالاں کہ وہ موت و حیات اور حشر و نشر پر قادر مطلق ہے۔ قرآن حکیم کی متعدد مثالیں اس حقیقت پر روشن دلیل ہیں۔

حضرت حزقیل علیہ السلام اور احیائے موتیٰ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق بنی اسرائیل کی داوردان بستی سے 30 ہزار لوگ طاعون کے ڈر سے بھاگ نکلے اور دو پہاڑیوں کے درمیان ایک وادی میں مقیم ہو گئے۔ چناں چہ اللہ نے دو فرشتوں کو بھیجا، ایک وادی کے اوپر اور ایک نیچے تھا، دونوں نے اللہ کے اذن سے سب کو

حکم دیا، مر جاؤ، تو سب مر گئے۔ پھر جب تک اللہ نے چاہا انہیں مردہ حالت میں رکھا، حتیٰ کہ ان کی صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں۔

ادھر سے بنی اسرائیل کے ایک نبی حضرت حزقیل علیہ السلام کا گزر ہوا تو بے شمار ہڈیوں کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور بارگاہِ رب العزت سے اس بارے استفسار کیا تو حکم آیا!

- ان کو جمع ہونے کا حکم دیں۔ آپ نے حکم دیا تو تمام ہڈیاں جمع ہو گئیں۔
- پھر اللہ کے حکم کے مطابق تمام ہڈیوں پر گوشت چڑھنے کا حکم دیا تو ان پر گوشت آ گیا۔
- پھر اللہ کے حکم کے مطابق انہیں کھڑا ہونے کا حکم دیا تو سب لوگ زندہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔

[بحوالہ البقرہ ۲۴۳]

علاوہ ازیں قرآن کریم میں حضرت عزیر علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اصحاب کہف کا واقعہ اس موقف کی روشن دلیلیں ہیں۔

طیّ زمانی، مکانی، لسانی

اللہ رب العزت اپنے برگزیدہ بندوں کو معجزہ یا کرامت کے طور پر کسی کو طیّ زمانی، کسی کو طیّ مکانی اور کسی کو طیّ لسانی کے کمالات سے سرفراز فرماتا ہے۔

طیِّ زمانی: زمانی فاصلوں اور وقت کا سمٹ جانا۔

طیِّ مکانی: لاکھوں کروڑوں میل کی مسافتوں کو ایک دو قدم میں طے کرنا۔

طیِّ لسانی: مدتوں اور قرنوں پر محیط گفتگو کو ایک فقرہ میں سمیٹنا۔

یہ سب کچھ دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے اور وہ قادرِ مطلق ان تمام امور پر کامل دسترس رکھتا ہے۔ لہٰذا

- تختِ بلقیس کا آنا، یہ طیّ مکانی کی دلیل ہے۔
- حضرت حزقیل علیہ السلام اور اصحاب کہف کا واقعہ، یہ طیّ زمانی کی دلیل ہے۔
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عصر اور مغرب کے وقفہ میں ابتدائے آفرینش سے تا قیامِ قیامت جملہ امور کو بیان کرنا، یہ طیّ لسانی کی دلیل ہے۔ [مشکوٰۃ، کتاب الفتن]
- معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان واقعہ، جملہ امور طیّ زمانی، طیّ مکانی اور طیّ لسانی کا آئینہ دار ہے جو کہ صرف محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔

خلاصۂ کلام

قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت ہو گیا کہ جب طئ زمانی، طئ مکانی اور طئ لسانی پر خدا کو قدرت حاصل ہے تو خدا لازمی طور پر یہ صفتیں اپنے بندوں کو بھی ودیعت فرما سکتا ہے اور یقیناً ودیعت فرماتا ہے۔ لہٰذا محبوب سبحانی حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کا تعلق بھی طئ زمانی سے ہے۔ یہ جہاں آپ کی کرامت ہے، وہاں قدرت خداوندی کا اظہار بھی اور کرامت ہوتی ہی وہ ہے جو ماوراء العقل ہو۔

مردوں کا زندہ کرنا حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زندگی کا صرف ایک ہی واقعہ نہیں بلکہ آپ نے اللہ کے اذن سے کئی مرتبہ مردہ جسموں کو زندہ کیا۔ اسی لیے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ، جلد ۱، صفحہ ۲۴۱ میں / علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ حدیثیہ، صفحہ ۲۵۱ پر اور مفتی عنایت احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الکلام المبین، صفحہ ۹۹ پر آپ کی ایسی کرامات ذکر فرمائی ہیں۔ علاوہ ازیں بے شمار اولیاء کرام کے حالات زندگی اس بات پر گواہ ہیں کہ انہوں نے اللہ کے اذن سے مردے زندہ کیے۔

● شارح مکتوبات امام ربانی حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مردہ جسم کو زندہ کرنا آسان ہے لیکن مردہ دل زندہ کرنا زیادہ مشکل ہے۔ یہ اہل دل تو مردہ دلوں کو بھی زندہ کر دیتے ہیں، لہٰذا جب فضل الٰہی شامل حال ہو جائے تو مردہ جسم تو رہے اک طرف مردہ دل بھی زندہ ہو جاتے ہیں۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

ثابت ہوا کہ:

جو ذات بنی اسرائیل کے پیغمبروں اور ان کے امتیوں سے اپنی معجز نمائی کے کرشمے دکھا سکتی ہے...... وہ اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے ہاتھوں ڈوبا ہوا بیڑہ بھی ترا سکتی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

[بشکریہ دعوت تنظیم الاسلام، اپریل ۲۰۰۹ء]

❀❀❀❀❀